اہالیانِ لدھیانہ سے خطاب

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اہالیانِ لدھیانہ سے خطاب

(تقریر فرمودہ ۲۳ / مارچ ۱۹۴۴ء بمقام لدھیانہ)

تشہد، تعوّذ، سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کی بعض اَدعیہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مَیں آج اِس جگہ اِس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ آج سے ۵۵ سال پہلے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی خبروں اور اُس کے ارشاد فرمائے ہوئے حکم کے ماتحت اِس شہر لدھیانہ میں ۲۳ / مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ نے بیعت لی تھی اور اس بیعت کے وقت صرف چالیس آدمی آپ پر ایمان لانے والے تھے۔ یہ ساری کی ساری پونجی تھی جسے لیکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی فتح کیلئے کھڑے ہوئے تھے باقی تمام دنیا ہندو، عیسائی، سکھ، ہندوستانی، ایرانی، عرب، چین اور برطانیہ وغیرہ سب کے سب آپ کے مخالف تھے اور آپ کو مٹا دینے پر تُلے ہوئے تھے مگر اِن مخالفتوں کے باوجود آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر دنیا کو بتایا کہ:

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا''[1]

اس اعلان کے بعد باوجود شدید مخالفتوں کے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے سلسلہ کو بڑھانا شروع کیا مگر اِس وقت مَیں جس چیز کو بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بیعت سے بھی قبل یعنی ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد۔ ایم۔اے جو لدھیانہ ہی کے باشندے ہیں ابھی آپ کو بتا چکے ہیں اپنے تین خدام کے

ساتھ دعائیں کرنے کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے تا کہ جو لوگ مطالبہ کرتے تھے کہ ایسے نشان دکھائے جائیں جو اسلام کی صداقت کی علامت ہوں اور جن سے یہ یقین ہو سکے کہ خدا تعالیٰ دعاؤں کو سننے والا اور اپنے بندوں پر غیب ظاہر کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی نشان ظاہر کرے اور وہاں ایک مکان میں ٹھہرے جو اُس وقت شیخ مہر علی صاحب کا طویلہ کہلاتا تھا اور اب وہاں لالہ ہرکشن لال صاحب بینکر کا مکان ہے۔ یہ مکان اُس وقت شہر سے باہر تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش بھی یہی تھی کہ شہر سے باہر رہیں تا کہ علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اُس کی عبادت کر سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں چالیس روز دعا کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ اِس دَوران میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بعض الہامات ہوئے۔ اِن الہاموں میں سب سے لمبا اور واضح الہام جسے قدرت، رحمت اور فضل کا نشان قرار دیا گیا ہے اُس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خبر دی کہ قریب عرصہ میں ہی اللہ تعالیٰ آپ کو ایک لڑکا دے گا جو تین کو چار کرنے والا ہوگا اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل نازل ہوں گے۔ اس الہام میں اس لڑکے کی ساٹھ صفات بیان کی گئی ہیں جو اِس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام کا خدا عالم الغیب اور تمام قدرتوں کا مالک خدا ہے وہ جسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلّت دیتا ہے وہ اپنی مرضی کے مطابق کام کرتا ہے اور دنیا کا کوئی قانون اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ۵۲ سال کی تھی اور اس سے قبل آپ پر بعض امراض کے شدید حملے ہو چکے تھے جن کی وجہ سے آپ بہت کمزور تھے۔ حتّٰی کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب جو اُس وقت دیو بند کے طالب علم تھے بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے آپ کو دیکھا تو اپنے ایک دوست سے کہا کہ ان کے دعوے پر غور کرنے کی ضرورت نہیں یہ زیادہ سے زیادہ تین چار ماہ میں فوت ہو جائیں گے۔ غرض ایسی حالت میں جبکہ ستّر فیصد لوگوں کے ہاں اولاد کا ہونا بند ہو جاتا ہے اور صرف تیس فیصد لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے ہاں اولاد ہو سکتی ہے اور ایسی حالت میں جبکہ آپ کی صحت سخت کمزور تھی آپ نے پیشگوئی فرمائی کہ آپ کے ہاں اولاد پیدا ہوگی اور ایک سے زیادہ بچے پیدا ہوں گے اور آپ کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا بعض خاص خصوصیات کا حامل ہوگا جو اِس الہام میں

بالتفصیل بیان کی گئی ہیں۔ اِس پیشگوئی پر مختلف اعتراض کئے گئے اور کہا گیا کہ کسی کے ہاں بچہ پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں لوگوں کے ہاں بچے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا کہ اوّل تو اِس عمر میں انسان موت کے قریب ہوتا ہے ۵۵ سال کی عمر میں گورنمنٹ بھی پنشن دے دیتی ہے گویا وہ یہ سمجھتی ہے کہ اب یہ ہمارے کام کا نہیں رہا۔ ہمارے ملک میں اوسطاً عمر ۲۶ سال ہے اور آپ گویا اُس وقت اِس سے دُگنی عمر پا چکے تھے۔ ایسی عمر میں گو اَولاد کا ہونا ناممکن نہیں مگر ستّر فیصدی لوگوں کے ہاں نہیں ہوتی مگر آپ نے پیشگوئی فرمائی کہ آپ کے ہاں اولاد ہوگی، پھر اگر اولاد ہو بھی تو کون سا قانون ہے جس کے ماتحت کوئی یہ دعویٰ کر سکے کہ وہ زندہ بھی ضرور رہے گی، پھر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک اس کے ہاں اولاد ہوتی رہے گی، کئی بچے زندہ رہیں گے اور بعض کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور پھر اِس اولاد میں سے ایک لڑکا ایسا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا خاص طور پر وارث ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان ہوگا۔

دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو اس قسم کا دعویٰ کر سکتے ہیں اور اگر کوئی جھوٹ بولے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو بھی سمجھا دے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولو اور اگر کوئی کہہ بھی دے تو کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ شریر اور جھوٹے آدمی کی اولاد ایسی نہ ہو۔ ابوجہل کے لڑکے عکرمہؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے اُنہوں نے شہادت کا درجہ پایا۔ پس اگر کوئی شخص اپنی اولاد کو نصیحت بھی کر دے کہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرو تو کیا یہ ممکن نہیں کہ لڑکوں میں ایسا شعور، نیکی اور تقویٰ ہو کہ وہ کہہ دیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ آپ کے سامنے جنت کے انگوروں کا ایک خوشہ لایا گیا ہے اور پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ ابوجہل کے لئے ہے۔ یہ خواب دیکھ کر آپ گھبرا کر اُٹھ بیٹھے مگر درحقیقت اِس کی تعبیر یہ تھی کہ اِس کے لڑکے عکرمہؓ کو جنت ملے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔[۲] اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کے لڑکے کو ایسا نیک کیا کہ اِس نے دین کے لئے شاندار قربانیاں کیں۔ ایک جنگ کے موقع پر مسلمانوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہوا۔ عیسائی تیر انداز تاک تاک کر مسلمانوں کی آنکھوں میں تیر مارتے تھے اور صحابہؓ شہید ہوتے جاتے تھے۔ عکرمہ نے کہا مجھ سے

یہ نہیں دیکھا جاتا اور اپنی فوج کے افسر سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اِن پر حملہ کروں اور ساٹھ بہادروں کو ساتھ لے کر دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کر دیا۔ اور ایسا شدید حملہ کیا کہ اُس کے کمانڈر کو جان بچانے کیلئے بھاگنا پڑا جس سے دشمن کے لشکر میں بھی بھگدڑ مچ گئی۔ یہ جانباز ایسی بہادری سے لڑے کہ جب اسلامی لشکر وہاں پہنچا تو تمام کے تمام یا تو شہید ہو چکے تھے یا سخت زخمی پڑے تھے۔ حضرت عکرمہؓ بھی سخت زخمی تھے۔ ایک افسر پانی لے کر زخمیوں کے پاس آیا اور اُس نے پہلے عکرمہؓ کو پانی دینا چاہا مگر آپ نے دیکھا کہ حضرت سہیلؓ بن عمر پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے اُس افسر سے کہا کہ پہلے سہیلؓ کو پانی پلاؤ پھر میں پیوں گا۔ مَیں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میرا بھائی پیاس کی حالت میں پاس پڑا رہے اور میں پانی پی لوں۔ وہ سہیلؓ کے پاس پانی لے کر پہنچا تو اُن کے پاس حارث بن ہشام زخمی پڑے تھے۔ سہیلؓ نے کہا پہلے حارثؓ کو پلاؤ۔ وہ حارثؓ کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکے تھے۔ پھر وہ واپس سہیلؓ کے پاس آیا تو وہ بھی وفات پا چکے تھے اور جب وہ عکرمہؓ کے پاس پہنچا تو ان کی روح بھی پرواز کر چکی تھی۔ [۳]

تو یہ عکرمہ ابوجہل کے لڑکے تھے۔ پس اگر کوئی شخص شریر ہو، بے دین اور جھوٹا ہو تو کون کہہ سکتا ہے کہ اُس کا بیٹا بھی ضرور اُس جیسا ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ کے کلام میں ایسی شہادتیں ہوتی ہیں جو اِس کی صداقت کو واضح کر دیتی ہیں اور جس میں شہادت نہ ہو وہ ماننے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِس پیشگوئی میں بھی دوسری پیشگوئیوں کی طرح بہت سی شہادتیں موجود ہیں۔ آپ نے ایسے وقت میں جب قادیان کے لوگ بھی آپ کو نہ جانتے تھے یہ پیشگوئی فرمائی۔ قادیان کے کئی بوڑھے لوگوں نے سُنایا ہے کہ ہم آپ کو جانتے ہی نہ تھے۔ ہم سمجھا کرتے تھے کہ غلام مرتضیٰ صاحب کا ایک ہی لڑکا مرزا غلام قادر ہے۔ تو ایسا شخص جو خود گمنام ہو جسے اُس کے گاؤں کے لوگ بھی نہ جانتے ہوں یہ پیشگوئی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اولاد دے گا جو زندہ بھی رہے گی اور اُس کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا ایسا ہوگا جو دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اُس کے ذریعہ اِس کی تبلیغ بھی دنیا کے کناروں تک پہنچے گی۔ کون ہے جو اپنے پاس سے ایسی بات کہہ سکے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ لڑکا تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اِس کے یہ معنی بھی تھے کہ وہ اِس پیشگوئی سے چوتھے سال میں پیدا ہوگا چنانچہ آپ

نے یہ پیشگوئی ۱۸۸۶ء میں کی اور میری پیدائش ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۳؍ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں پہلی بیعت لی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اِس پیشگوئی کا ہماری جماعت میں بھی اور باہر بھی بہت چرچا ہے اور عموماً یہ سوال کیا جاتا تھا کہ وہ لڑکا کون ہے؟ پیشگوئی میں اُس لڑکے کا نام محمود بھی بتایا گیا تھا اِس لئے بطور تفاؤل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا نام محمود بھی رکھا اور چونکہ اُس کا نام بشیر ثانی بھی تھا اِس لئے میرا پورا نام بشیرالدین محمود احمد رکھا۔ جہاں تک اولاد ہونے اور اُس کے زندہ رہنے کا تعلق تھا یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی اور ایک بیٹے کا نام محمود رکھنے کی بھی توفیق آپ کو ملی۔ مگر دنیا انتظار کر رہی تھی کہ یہ پیشگوئی کس لڑکے کے متعلق ہے چنانچہ آج میں یہی بتانے کے لئے لدھیانہ میں آیا ہوں۔

لدھیانہ کے ساتھ جماعت احمدیہ کا کئی رنگ میں تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی بیعت اِسی شہر میں لی۔ آپ کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب آپ کے پہلے خلیفہ ہوئے اور اُن کی شادی لدھیانہ میں ہی حضرت منشی احمد جان صاحب مرحوم کے ہاں ہوئی تھی اور اِس پیشگوئی میں جس لڑکے کا تعلق ہے وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس بیوی کے بطن سے پیدا ہوا جو لدھیانہ میں بھی رہی ہیں۔

مجھے یاد ہے بچپن میں کچھ عرصہ میں بھی یہاں رہا ہوں۔ میں اُس وقت اتنا چھوٹا تھا کہ مجھے کوئی خاص باتیں تو اُس زمانہ کی یاد نہیں ہیں کیونکہ اُس وقت میری عمر دو اڑھائی سال کی تھی صرف ایک واقعہ یاد ہے اور وہ یہ کہ ہم جس مکان میں رہتے تھے وہ سڑک کے سر پر تھا اور سیدھی سڑک تھی۔ میں اپنے مکان سے باہر آیا تو ایک چھوٹا سا لڑکا دوسری طرف سے آ رہا تھا۔ اُس نے میرے پاس آ کر ایک مری ہوئی چھپکلی مجھ پر پھینکی۔ میں اِس قدر دہشت زدہ ہوا کہ روتا ہوا گھر کی طرف بھاگا۔ اُس بازار کا نقشہ مجھے یاد ہے وہ سیدھا بازار تھا گو اَب میں نہیں جانتا کہ وہ کونسا تھا۔ ہمارا مکان ایک سِرے پر تھا تو میں نے کئی ماہ اپنے بچپن کی عمر کے یہاں گزارے ہیں۔ پس اِس شہر کا کئی رنگ میں احمدیت کے ساتھ تعلق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیحیت کے دعویٰ کا اعلان یہاں سے کیا، پہلی بیعت

یہاں سے شروع فرمائی، حضرت خلیفہ اوّل کی شادی یہاں ہوئی اور پھر اُن کی اُس بیوی سے جو اِس شہر کی ہیں ایک لڑکی تھیں جن کے ساتھ میری شادی ہوئی، پھر میں نے بچپن کا کچھ زمانہ یہاں گزارا، اِن باتوں کی وجہ سے میں نے مناسب سمجھا کہ اِس پیشگوئی کے پورا ہونے کا اعلان بھی اِس شہر میں کروں۔ میں اَب اِس شہر میں سے گزر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ بعض لوگ ایک جلوس بنا کر جا رہے تھے اور کہتے تھے مرزا مر گیا، مرزا مر گیا۔ لیکن ہمیں اِن باتوں کی پرواہ نہیں کہ ہمارا یہ جلسہ اِن لوگوں کی ناراضگی کا باعث ہوا ہے۔ ہم نے ہوشیارپور میں بھی ایسا ہی جلسہ کیا تھا مگر وہاں کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی، پھر لاہور میں پندرہ ہزار کے مجمع میں مَیں نے تقریر کی وہاں بھی کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی، مجھے کئی دفعہ یہ خیال آتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جن باتوں کا اعلان کیا جاتا ہے اُن کی مخالفت لوگ ضرور کرتے ہیں معلوم نہیں میرے اِس اعلان کے بعد کہ یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اَب تک کسی نے مخالفت کیوں نہیں کی۔

سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج لدھیانہ میں یہ مخالفت بھی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے قانون اور انبیاء کی سنت کے مطابق لدھیانہ کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی باتوں پر اِستہزاء کیا۔ وہ ایک دائمی حیات پانے والے انسان کے متعلق کہہ رہے تھے کہ مر گیا مگر ہم اِن لوگوں سے ناراض نہیں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی باتوں سے اِستہزاء کیا۔ ہم اِن کیلئے بھی دعا ہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا! اِن لوگوں نے جو کچھ کیا نادانی سے کیا، ناواقفی سے کیا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو بھلانے کی وجہ سے استہزاء کیا مگر اے خدا! تو اِن کو معاف کر اور اِن کو ہدایت دے اور اِن کے قلوب کو سچ کے قبول کرنے کے لئے کھول دے اور جس طرح آج میں نے اِن کو دین کے ساتھ استہزاء کرتے دیکھا ہے میں اپنی آنکھوں سے اِن کو دین کے لئے قربانیاں کرنے کی غرض سے آگے بڑھتا ہوا دیکھوں۔ اِنہوں نے آج اِس بات پر استہزاء کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جس پر اِستہزاء کا اَب تک نہ ہونا مجھے حیران کر رہا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے آج میری یہ خواہش بھی ان لوگوں کے ذریعہ پوری کر دی کیونکہ انہوں نے خوب مخالفت کی اور ہنسی اُڑائی۔ اِس قسم کا سلوک اَب تک کسی اور شہر میں ہمارے ساتھ نہیں ہوا تھا۔ سو میں اِن لوگوں کے لئے دعا کرتا ہوں جنہوں نے میری اِس خواہش کو پورا کیا کہ اللہ تعالیٰ اِن کو

اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے، اِن کو ہدایت دے اور ایمان بخشے۔

اِس وقت اِس جلسہ میں لدھیانہ کے لوگ غالباً بہت کم ہوں گے، زیادہ تر بیرونی لوگ ہیں لیکن اگر یہاں ایک بھی لدھیانہ کا شخص ہے تو میں اُس کے ذریعہ اہل لدھیانہ کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ اے لدھیانہ کے لوگو! تم نے میری مخالفت کی اور میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ تم نے میری موت کی خواہش کی مگر میں تمہاری زندگی کا خواہاں ہوں کیونکہ میرے سامنے میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے۔ آپ جب طائف میں تبلیغ کے لئے گئے تو شہر کے لوگوں نے آپ کو پتھر مارے اور لہولہان کر کے شہر سے نکال دیا۔ آپ زخمی ہو کر واپس آ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ آپ کے پاس آیا اور اُس نے کہا اگر آپ فرمائیں تو اِس شہر کو اُلٹا کر رکھ دوں۔ مگر میرے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ماں باپ، میری جان، میرے جسم اور میری روح کا ذرّہ ذرّہ آپ پر قربان ہو، فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ یہ لوگ ناواقف تھے، نادان تھے اِسلئے انہوں نے مجھے تکلیف دی اگر یہ لوگ تباہ کر دیئے گئے تو ایمان کون لائے گا۔[۴] سو اے اہلِ لدھیانہ! جنہوں نے میری موت کی تمنا کی میں تمہارے لئے زندگی کا پیغام لایا ہوں، اَبدی زندگی اور دائمی زندگی کا پیغام۔ ایسی ابدی زندگی کا پیغام جس کے بعد فنا نہیں اور کوئی موت نہیں۔ میں تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی رضا کا پیغام لایا ہوں جسے حاصل کرنے کے بعد انسان کے لئے کوئی دُکھ نہیں رہتا اور مجھے یقین ہے کہ آج کی مخالفت کل دلوں کو ضرور کھولے گی اور دنیا دیکھے گی کہ یہ شہر اِنْشَاءَ اللّٰہ خدا تعالیٰ کے نور سے منور ہوگا اور میرے کام میں میرا ممد و معاون بنے گا۔ میں خدا تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں اور اُس کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ ضرور ایسا ہو کر رہے گا۔ آج یہاں ہماری مخالفت ہوئی ہے، ہمیں گالیاں دی گئی ہیں، اِستہزاء کیا گیا ہے اور بعض لوگوں کو پتھر بھی پڑے ہیں مگر آج سے چار پانچ سال قبل یعنی اِن بُری باتوں کو سننے سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ مجھے اِس شہر کے متعلق خوشخبری بھی دے چکا ہے۔

چار پانچ سال کی بات ہے مَیں نے رؤیا دیکھا جس میں کسی بیرونی خیال کا کوئی دخل نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ مَیں لدھیانہ میں ہوں اور ایک ایسے مکان میں ٹھہرا ہوا ہوں جو ایک لمبی سڑک

کے کنارے پر واقع ہے یہ سڑک بہت چوڑی ہے اور بازار لمبا ہے جس میں کھانے کی دُکانیں بھی ہیں میں اِس بازار میں ٹہلتا ہوں اور کوئی شخص مجھے کچھ نہیں کہتا اور نہ کوئی مخالفت کرتا ہے اور میں دل میں کہتا ہوں کہ اِس شہر میں تو ہمیں گالیاں ملا کرتی تھیں پھر آج یہ کیا تغیر ہوا ہے کہ کوئی ہمیں کچھ بھی نہیں کہتا۔ تو اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے ماتحت جب اُس کے بندوں کو کوئی صدمہ یا تکلیف پہنچنے والی ہوتی ہے تو وہ پہلے سے ہی اُن کے ساتھ دلداری بھی کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اظہارِ ہمدردی پر مشتمل خواب مجھے عرصہ ہوا دکھایا جا چکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس وقت یہ پیشگوئی فرمائی اُس وقت تک آپ نے بیعت نہ لی تھی اور ایک شخص بھی آپ کا مرید نہ تھا۔ چار سال کے بعد آپ نے لدھیانہ میں بیعت لینی شروع کی اور صرف چالیس آدمی آپ کی بیعت میں شامل ہوئے مگر ساری دنیا میں آپ کی مخالفت کا شور بپا ہو گیا۔ چاروں طرف سے آپ کو گالیاں دی جانے لگیں اور آپ کو کافر و دجال کہا گیا، آپ کو واجب القتل قرار دیا گیا، اسلام کا دشمن بتایا گیا اور ہر قوم و مذہب کے لوگ آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عیسائیوں نے کہا کہ یہ شخص ہمارے عیسیٰ کو وفات یافتہ ٹھہراتا ہے اِسے مار دینا چاہئے۔ ہندوؤں نے شور مچایا کہ یہ ہمارے مذہب کو نقصان پہنچا رہا ہے اِسے مار دیا جائے۔ گورنمنٹ بھی مخالف تھی قادیان جانے والوں کے نام پولیس نوٹ کرتی تھی۔ کوئی احمدی ہوتا تو اُسے بُلا کر ڈرایا دھمکایا جاتا تھا اور کوشش کی جاتی تھی کہ لوگ احمدی نہ ہوں۔ حتّٰی کہ سر ایبٹس گورنر ہو کر آئے اور اُنہوں نے تمام حالات کا جائزہ لیکر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا مطالعہ کرنے کے بعد گورنمنٹ کو یہ رپورٹ کی کہ اِس جماعت کے ساتھ یہ سلوک نامناسب ہے۔ یہ بڑی ناشکری کی بات ہے کہ جس شخص نے امن قائم کیا اور جو امن پسند جماعت قائم کر رہا ہے اِس پر پولیس چھوڑی گئی ہے۔ یہ بڑی احسان فراموشی ہے اور میں اِسے مٹا کر چھوڑوں گا۔ اِس طرح ۱۹۰۷ء میں یہ حالت تبدیل ہوئی اور احمدیوں کی نگرانی کا سلسلہ بند ہوا۔ پھر مسلمانوں کی طرف سے بھی آپ کی سخت مخالفت کی گئی اور احمدیوں کو بھی انتہائی تکالیف پہنچائی جاتی تھیں حتّٰی کہ قادیان میں جس کا ہمارا خاندان واحد

مالک ہے خاندان کے دوسرے حصہ کے بعض افراد کے زیرِ اثر احمدیوں کو سخت تکالیف دی جاتی تھیں۔ دھوبی، ماشکی اور حجام اِن کا کام نہ کرتے تھے، مسجد کو جانے والی گلی میں دیوار کھینچ کر اندر جانے کا رستہ بند کر دیا گیا جو کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے گروا دی۔ میں اُس زمانہ میں بہت چھوٹا تھا ۱۲، ۱۳ سال کی عمر تھی اُس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے سچے رؤیا ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک رؤیا اِسی دیوار کے متعلق اُس زمانہ میں ہوا۔ دیوار گرانے کے لئے عدالت میں دعویٰ دائر کیا گیا تو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں اِس مسجد کی سیڑھیوں کے ایک جانب کھڑا ہوں اور بعض لوگ اِس دیوار کو گرا رہے ہیں کہ دوسری جانب سے حضرت خلیفہ اوّل جو منشی احمد جان صاحب لدھیانوی کے داماد تھے آ رہے ہیں اور پاس آ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ آخر اِس مقدمہ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوا اور اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ جب سرکاری پیادہ دیوار کو گرانے کے لئے آیا اور دیوار گرائی جانے لگی تو مَیں سیڑھیوں میں اِسی جگہ کھڑا تھا جہاں میں نے خواب میں اپنے آپ کو کھڑا دیکھا تھا اور عین اُس وقت حضرت خلیفہ اوّل مسجد اقصیٰ کی طرف سے درس دے کر آئے اور آ کر اُسی جگہ کھڑے ہو گئے جہاں میں نے خواب میں اُن کو دیکھا تھا۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو انسان عقل سے معلوم نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ شروع سے ہی میرا تعلق اُس کے ساتھ ایسا رہا ہے کہ وہ غیب کی باتیں مجھے بتاتا رہتا ہے۔ مَیں بیان کر رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حالت ایسی کمزور تھی کہ کوئی شخص خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ تمام دنیا تو کجا پنجاب میں بھی کوئی شہرت حاصل کر سکے گا۔ آپ کے قتل کے منصوبے کئے گئے، دوسروں کو قتل کرانے کے جھوٹے مقدمات آپ پر بنائے گئے مگر ہر موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد اور نصرت کی اور پھر دنیا میں چاروں طرف آپ کا نام پھیلا اور عزت کے ساتھ لیا جانے لگا اور جب آپ فوت ہوئے تو آپ کے ماننے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی تھی مگر پھر بھی آپ کی جماعت ابھی اتنی کمزور تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت جب ہم لوگ انتہائی درد کی حالت میں تھے، جب کہ ہمارا ایسا لیڈر جس کے متعلق ہمارا یقین اور ایمان تھا کہ اُسے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے ہم سے رُخصت ہو گیا اور جب ہمارے دل اتنے زخمی تھے کہ کسی یتیم کا دل بھی اتنا زخمی نہیں ہوتا اُس وقت لاہور میں مخالفوں نے ایک جنازہ

بنا کر بازاروں میں سے گزارا جس پر وہ گوبر اور پاخانہ اور اینٹیں اور پتھر پھینک رہے تھے اور اِس طرح ہنسی اُڑا رہے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے جو آپ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کو میرے ذریعہ پورا کروانا چاہتا تھا اُس نے اپنے فضل سے مجھے اِس بات کی توفیق دی کہ جب میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر مخالف اِس طرح تمسخر کر رہے ہیں اور خوشی منا رہے ہیں اور بعض اپنی جماعت کے لوگوں کے قدم بھی ڈگمگا رہے ہیں تو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعش کے پاس گیا اور آپ کے سرہانے کی طرف کھڑا ہو کر خدا تعالیٰ سے کہا کہ اے خدا! میں تیرے اِس مامور کے پاس کھڑے ہو کر تیرے حضور یہ اقرار کرتا ہوں کہ جس کام کے لئے تُو نے اِسے مامور کیا تھا میں اِسے سرانجام دوں گا اور اگر ساری کی ساری جماعت بھی خدانخواستہ مرتد ہو جائے تب بھی میں اِسے نہیں چھوڑوں گا اور اِس کام میں کسی کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا۔ اُس وقت میری عمر ۱۹ سال کی تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ایک انیس سالہ نوجوان کے منہ سے یہ الفاظ نکلوائے اور پھر اُس نے اپنے فضل سے ہی مجھے یہ بھی توفیق دی کہ اپنے وعدہ کو پورے زور کے ساتھ پورا کروں اور اِن پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا موجب بنوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی تھیں۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہو گئے اور میں جو ایک کمزور اور بیمار انسان تھا، ایسے وقت میں جب دنیا سمجھ رہی تھی کہ سلسلہ کا کام اَب بند ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ کر رہا تھا کہ میں آپ کے کام کو ضرور کروں گا۔ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ہاتھ پر اکٹھا کر دیا۔ مولوی صاحب مرحوم بہت بڑے عالم تھے۔ جب وہ خلیفہ ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ مولوی صاحب ہی پہلے اِس سلسلہ کو چلا رہے تھے۔ پہلے آپ پیچھے تھے اَب آپ آگے آ گئے ہیں اُن کی زندگی تک تو یہ سلسلہ نہیں ٹوٹے گا مگر اُن کے بعد ختم ہو جائے گا لیکن ابھی چھ ماہ کا ہی عرصہ گزرا تھا کہ جماعت کے وہ لوگ جو سب سے زیادہ رُسوخ جماعت میں رکھتے تھے وہ خلافت کی مخالفت کیلئے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجمن کو اپنا قائم مقام بنایا ہے، مولوی صاحب کو بزرگ سمجھ کر ہم نے اِن کی بیعت کر لی ہے مگر کام چلانے کی ذمہ داری انجمن پر ہے۔

جب اِس مخالفت نے سر نکالا تو حضرت خلیفہ اوّل نے اعلان کیا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں کوئی پیر نہیں ہوں کسی کی طاقت نہیں کہ مجھے خلافت سے معزول کر سکے۔

اِس پر یہ لوگ بظاہر یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ ہم اَب اِن کی بیعت کر چکے ہیں اور اِس طرح اِن کے قبضہ میں ہیں مگر اِس کے ساتھ دوسرا ہتھیار یہ استعمال کرنے لگے کہ مجھ بے گناہ کو جسے کبھی یہ خیال بھی نہ آیا تھا کہ مَیں خلیفہ بنوں گا، یہ کہہ کہہ کر بدنام کرنا شروع کر دیا کہ اِس بچہ کو خلیفہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور میرے خلاف ایسا پروپیگنڈا شروع کیا کہ میرے بعض عزیز دوست بھی مجھے اِس خیال سے تحقیر کی نگاہوں سے دیکھنے لگے کہ گویا مَیں جماعت میں فتنہ ڈالنے والا ہوں۔ ہم نے ایک مجلس بنائی ہوئی تھی جس میں تقریروں کی مشق کی جاتی تھی، حضرت خلیفہ اوّل اِس کے صدر تھے مگر اِن لوگوں نے اِس کے اجلاس کا پروگرام ایسا بنایا کہ میری تقریر اِس میں نہ ہو سکے۔ چنانچہ ایک دن جب مَیں حضرت خلیفہ اوّل کے پاس اِس لئے گیا کہ پروگرام میں اِس طرح تبدیلی کی جائے تو ایک دوست نے بڑے غصہ سے کہا کہ ہم یہاں تمہاری تقریریں سننے کیلئے نہیں آئے۔ یہی لوگ ہر قسم کے انتظامات پر قابض تھے، سیکرٹری بھی انہی میں سے تھا، رسالوں کی ایڈیٹری پر بھی یہی قابض تھے اور یہ سب مجھے بدنام کر رہے تھے۔

ایسی حالت میں ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اوّل کا انتقال ہو گیا۔ اِن کی وفات سے قبل ہی مولوی محمد علی صاحب نے خفیہ طور پر ایک ٹریکٹ چھاپ کر رکھا ہوا تھا کہ مولوی صاحب کی وفات کے بعد کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات سے قبل جب میں نے انہیں کہا کہ ہمیں مل کر یہ اعلان کرنا چاہئے کہ ہم میں کوئی اختلاف و جھگڑا وغیرہ نہیں تھا انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ اِن باتوں کا قادیان سے باہر کسی کو علم بھی نہیں کیا ضرورت ہے کہ اِس بارہ میں کوئی اعلان لکھا جائے مگر خود خفیہ طور پر یہ ٹریکٹ چھپوا کر رکھ چھوڑا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کا نظام انجمن کے سپرد کیا ہے خلافت کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل کی بیعت تو اِس لئے کر لی گئی تھی کہ آپ قابل اور بزرگ آدمی تھے۔ میں نے یہ دیکھ کر مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ جماعت میں اتفاق رہنا چاہئے اور اِس کو قائم رکھنے کے لئے مَیں یہ پیشکش کرتا ہوں کہ آپ اور آپ کی پارٹی جس کو بھی خلیفہ منتخب کرے میں اُس کی

بیعت کرلوں گا اور جن لوگوں کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ میری پارٹی میں ہیں اُن کا جب کوئی ہیڈ نہ رہے گا تو وہ بھی خود بخود بیعت کرلیں گے۔ مگر مولوی صاحب نے کہا ہم خلافت کے قائل ہی نہیں اِس لئے یہ صورت منظور نہیں کر سکتے۔ مولوی صاحب نے میری اِس قربانی کو جو مَیں جماعت میں اتفاق قائم رکھنے کی غرض سے کرنے کو تیار تھا ردّ کر دیا۔ میں نے اصرار اور خوشامد سے اِن کو اِس بات پر آمادہ کرنا چاہا مگر وہ نہ مانے۔ آخر اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے ماتحت جماعت میرے ہاتھ پر اکٹھی ہوگئی۔

مَیں وہ شخص ہوں جو ظاہری تعلیم کے لحاظ سے کورا ہوں۔ یوں تو میں نے انٹرنس کا امتحان بھی دیا مگر یہ یاد نہیں کہ کوئی امتحان پاس بھی کیا ہو۔ پھر دینی تعلیم بھی میں نے کسی مدرسہ میں نہیں پائی اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص کا انتخاب بطور خلیفہ عقل کے خلاف بات ہے اگر عقل سے کام لیا جاتا تو مولوی محمد علی صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب وغیرہ میں سے کوئی خلیفہ ہونا چاہئے تھا۔ چنانچہ میرے اپنے ایک برادرِ نسبتی اور بچپن کے دوست نے مجھے سنایا کہ میں یہ ارادہ کر کے آیا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب یا مولوی محمد احسن صاحب کی بیعت کروں گا اور خود میں نے بھی یہ پیشکش کی تھی جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں مگر خدا کی قدرت کہ جب جماعت کے لوگ جمع ہوئے تو مولوی محمد علی صاحب نے یہ تقریر کرنی چاہی کہ کوئی خلیفہ نہیں ہونا چاہئے مگر جماعت کے لوگوں نے کہا کہ چونکہ جماعت خلافت پر ایمان رکھتی ہے اِس لئے اِس بارہ میں وہ آپ کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ اِس پر وہ لوگ مسجد سے چلے گئے اور میں جس کی نہ صحت اِس قابل تھی اور نہ تعلیم اِس کے ہاتھ پر جماعت جمع ہوگئی۔ اور یہ لوگ مخالف تھے اور اُس زمانہ کے اخبارات کے فائل گواہ ہیں کہ یہ لوگ خود کہتے ہیں کہ پانچ فیصدی ہی لوگوں نے مرزا محمود احمد کی بیعت کی ہے اور باقی ہمارے ساتھ ہیں اور مالی حالت یہ تھی کہ خزانہ میں صرف ۱۴ آنے تھے اور اٹھارہ ہزار کے بِل قابل ادائیگی تھے ایسے حالات میں وہ لوگ جو جماعت میں بارسوخ تھے قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔ اور اُس وقت وہ آئندہ کے متعلق جو امیدیں رکھتے تھے اُس کا اندازہ اِس بات سے ہوسکتا ہے کہ اِن میں سے ایک یعنی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے قادیان کے ہائی سکول کی عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو یہاں سے جا رہے ہیں لیکن ابھی

دس سال نہیں گزرنے پائیں گے کہ اِن عمارتوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگا۔ تو ایسے حالات میں جماعت کی امامت ایک ایسے شخص کے سپرد ہوئی جو نہ دُنیوی علوم رکھتا تھا اور نہ دینی مگر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی اللہ تعالیٰ کا اِس کے متعلق یہ وعدہ تھا کہ وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا اور خدا تعالیٰ اُسے آسمان سے اپنے علوم سکھائے گا اور فرشتے وہ علوم اُسے پڑھائیں گے جو دین کے لئے ضروری ہیں۔ میری حالت یہ تھی کہ میں انگریزی کی دو سطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خود میری ایسی تربیت کی کہ ہر علم میں مجھے ملکہ عطا کیا اور ہر قسم کے علوم سکھائے۔ میں نے کئی دفعہ یہ دعویٰ کیا ہے کہ کسی علم کا کوئی کتنا بھی ماہر کیوں نہ ہو وہ اپنے علم کے رو سے قرآن کریم پر کوئی اعتراض کرے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اُسے مُسکت جواب دوں گا۔ پھر (باوجود اِس کے کہ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے اور مَیں سیاسی آدمی نہیں) سیاسیات میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے ایسا ملکہ اور شعور عطا کیا کہ سر فضل حسین صاحب نے ایک دفعہ مجھے کہلا بھیجا کہ آپ سیاسیات میں کیوں دخل نہیں دیتے؟ مولوی فضل الحق صاحب سابق وزیراعظم بنگال اور عبداللہ سہروردی صاحب نے کہا کہ ہم آپ کے سیاسی مرید ہیں اور ڈاکٹر محمود صاحب نے میرے ایک سیاسی رسالہ کا ذکر کر کے کہا کہ میں اِسے ہر وقت جیب میں رکھتا ہوں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیاسی امور میں بھی ہمیشہ میرا مشورہ ٹھیک ثابت ہوا ہے۔ جب دہلی میں خلافت کانفرنس ہوئی تو مجھے بھی اُس میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ میں نے ایک رسالہ رکھ کر وہاں تقسیم کرانے کے لئے بھیج دیا اور اُس میں بعض مشورے اِس تحریک کی کامیابی کے لئے دیئے مگر اُس وقت کارپردازوں نے اُن پر توجہ نہ کی اور عمل کرنے سے انکار کر دیا مگر وفات سے کچھ عرصہ قبل مولانا شوکت علی صاحب مجھ سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ فلاں فلاں وجہ سے ہماری یہ تحریک فیل ہوگئی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مشورہ آپ لوگوں کو دیا تھا اگر آپ اُن پر عمل کرتے تو آج ناکامی کا منہ دیکھنا نہ پڑتا۔ انہوں نے افسوس کے ساتھ اِس بات کا اظہار کیا کہ مجھے آپ کا وہ رسالہ نہیں ملا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سیاسیات میں بھی مجھے راہنمائی کی توفیق دی۔

اِسی طرح اقتصادیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے راہنمائی کی توفیق دی جس کے نتیجہ میں

جماعت کا قدم بلندی کی طرف اُٹھا ہے۔ **اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم مَیں نے فرشتوں سے پڑھا ہے اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کے ماتحت دنیا کے پردہ پر قرآن کریم کے مسائل کو حل کرنے کے لئے مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔** اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ماتحت الہام اور وحی سے ایسے معانی قرآن کریم کے مجھے سمجھائے ہیں کہ اسلام اور قرآن کریم پر سے سب اعتراضات دُور ہو جاتے ہیں اور سننے والا اِس کی خوبی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ غرض یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات میں پوری کی کہ بظاہر اس کے پورا ہونے کی توقع نہ کی جا سکتی تھی۔ مجھ میں کوئی ذاتی خوبی نہ تھی، کوئی علم نہ تھا مگر الہام میں کہا گیا تھا کہ وہ لڑکا الہامِ الٰہی سے حصہ پائے گا اور اللہ تعالیٰ نے بچپن میں مجھے غیب کی خبروں سے آگاہ کیا اور اِس زمانے میں تو یہ نشان اِس کثرت سے ظاہر ہوا ہے کہ شدید ترین مخالف کے لئے بھی انکار کی گنجائش نہیں۔ ستمبر ۱۹۴۰ء میں مَیں شملہ میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا کہ میں نے وہاں خواب میں دیکھا کہ لیبیا کی طرف سے انگریزی علاقہ کی طرف اطالوی فوجیں بڑھ رہی ہیں۔ انگریزی فوجیں اُن کا مقابلہ کرتی ہیں مگر اُن کے قدم جمتے نہیں یہاں تک کہ اُنہوں نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ میدانِ جنگ مجھے ایک ہال کی شکل میں دکھایا گیا جس کی ایک طرف دروازہ کی جگہ سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں اور وہ سیڑھیاں اُس ہال میں اُترتی ہیں۔ مَیں نے دیکھا کہ پہلے تو انگریزی فوجیں سیڑھیوں کے دوسرے سرے پر دشمن سے لڑ رہی ہیں مگر پھر دشمن کے دباؤ کو برداشت نہ کرتے ہوئے انہوں نے آہستہ آہستہ اپنی سیڑھیوں پر سے اُترنا شروع کیا اور دشمن کی فوجوں نے آگے بڑھنا شروع کیا۔ انگریزی فوجیں لڑتی ہیں مگر پھر سیڑھیوں پر سے اُترنے پر مجبور ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ تمام سیڑھیاں ختم ہو گئیں اور انگریزی فوجیں ہال میں اُتر آئیں اور دشمن کی فوج بھی اُن کے پیچھے ہال میں اُترنے لگ گئی جب میں نے رؤیا میں اِس طرح انگریزی فوجوں کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو گھبرا گیا کہ اَب کیا ہوگا۔ میں تیزی سے گھر کی طرف آیا اور میاں بشیر احمد صاحب کو تلاش کیا وہ مجھے ملے تو اُن سے کہا کہ ہم فوج میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ ہماری صحت ایسی نہیں کہ فوج میں با قاعدہ بھرتی ہو سکیں ہم باہر سے انگریزوں کی مدد کر سکتے ہیں آپ کے پاس رائفل ہے اور میرے پاس بھی، چلو ہم اپنی رائفلیں

لیں اور دشمن پر حملہ کر دیں۔ چنانچہ میں اُن کو اپنے ساتھ لیکر وہاں گیا۔ اُس وقت لڑائی گو ہال میں ہو رہی تھی مگر ہم باہر کھڑے ہو کر اندر کا تمام نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ وہاں ایک جگہ جھاڑی دیکھ کر مَیں لیٹ گیا یا دو زانو ہو گیا اور میں نے کچھ فائر کئے۔ اِن فائروں کے بعد اٹلی والوں کو انگریزی فوج دبانے لگی اور پھر اُنہی سیڑھیوں پر واپس چڑھنا شروع کیا جن پر سے اُتری تھیں۔ انگریزی فوج دشمن کو دباتے دباتے دوسرے سرے تک بڑھ گئی اور اُس وقت مجھے آواز آئی کہ ایسا دو تین بار ہو چکا ہے۔ ؎۵

چوہدری صاحب وائسرائے کی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لئے جا رہے تھے، انہوں نے کہا کہ میں یہ خواب وہاں سناؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے ممبروں سے اِس کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ ہمارے امام کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ لیبیا کی لڑائی میں پہلے انگریز کمزور ہوں گے مگر آخر فتح پا جائیں گے۔ لیتھویٹ، وائسرائے کے پرائیوٹ سیکرٹری تھے انہوں نے کہا کہ میں یہ خواب خود امام جماعت احمدیہ کی زبان سے سُننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ چوہدری صاحب اگلے روز کیلئے اُن کو چائے کی دعوت دے آئے اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ میں یہ خواب اُن کو سناؤں۔ چنانچہ میں نے سنائی اور آخر بالکل اُسی طرح ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں سے آخری فتح انگریزوں کو عطا کر دی جیسا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا۔ دشمن مصر کی سرحد کے اندر آ کر واپس بھاگا۔ العالمین کے محاذ پر جب لڑائی شروع ہوئی تو مسٹر چرچل نے کہا تھا کہ اگر اَب ہم یہاں سے ہٹے تو پھر قدم نہ جم سکیں گے۔ العالمین کے محاذ پر ایک طرف سمندر اور دوسری طرف دلدلیں تھیں اور ایک تنگ علاقہ میں لڑائی ہو رہی تھی اور انگریز خود مانتے ہیں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو جرمن دائیں بائیں سے حملہ کر کے ضرور کامیاب ہو جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بظاہر شکست کو فتح سے بدل دیا اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کے خود انگریز بھی گواہ ہیں۔ غرض العالمین کے محاذ پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو میری دعاؤں سے فتح دی۔ اِسی طرح اور بھی کئی واقعات ہیں۔ ہماری جماعت کے ایک ڈاکٹر مطلوب خان ہیں جو گزشتہ جنگ میں شامل تھے کانگڑہ کے رہنے والے اور آنکھوں کے علاج میں شہرت رکھتے ہیں۔ گزشتہ جنگ میں وہ میدانِ جنگ میں گئے ہوئے تھے کہ اُن کے بوڑھے والدین مجھ سے ملنے آئے۔ اُن کے والد

کی عمر ۷۵،۸۰ برس کی تھی۔ وہ کُبڑے ہو چکے تھے اور منہ پر جھریاں پڑی ہوئی تھیں وہ مجھے مل کر گئے اور تھوڑا ہی عرصہ بعد اُن کے بھتیجے نے میرے بھائی میاں شریف احمد صاحب سے ذکر کیا کہ میرے چچا کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ اُن کو گورنمنٹ کی طرف سے یہ تار آئی ہے کہ ڈاکٹر مطلوب خان جنگ میں مارے گئے ہیں۔ اُن کے والدین چونکہ اُنہی دنوں میں مجھے مل کر گئے تھے اور میں نے اِن کے بڑھاپے اور کمزوری کی حالت کو خود دیکھا تھا اِس لئے مجھے یہ خبر سن کر بہت افسوس ہوا اور میں نے دعا کی کہ یا الٰہی! ڈاکٹر مطلوب خاں زندہ ہوں۔

مگر دعا کرتے وقت مجھے یہ خیال بھی آیا کہ گورنمنٹ کی طرف سے یقینی اطلاع ملنے کے بعد اِس دعا کے کیا معنی ہیں۔ مجھے چاہئے کہ اپنے نفس کو اِس دعا سے روکوں مگر پھر بھی میں دعا کرتا گیا۔ اِس پر مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ اطلاع آئی ہے کہ ڈاکٹر مطلوب خاں زندہ ہیں اور تین دن کے بعد زندہ ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنے بھائی مرزا شریف احمد صاحب سے ذکر کیا اور اُنہوں نے مطلوب خاں کے چچا زاد بھائی کو بتایا اور انہوں نے اپنے چچا کو لکھ دیا اور آخر ڈاکٹر صاحب کا اپنا تار اُن کے والدین کو ملا کہ میں زندہ ہوں۔ اِس پر سب حیران تھے کہ یہ کیا بات ہے، گورنمنٹ کی اطلاع تھی کہ مارے گئے اور اُن کی تار یہ ہے کہ میں زندہ ہوں۔ اُن کو لکھا گیا کہ کیا معاملہ ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ عرب کے ساتھ لڑنے کے لئے جا رہے تھے کہ میرا ایک سکھ دوست جو ڈاکٹر تھا مجھ سے ملنے آیا وہ تھا تو سکھ مگر کیس نہ تھے، داڑھی تھی، رنگ وغیرہ بھی یکساں ہی تھا لڑائی ہوئی تو وہ سکھ مارا گیا اور مجھے عرب قید کر کے لے گئے۔ سکھ چونکہ بُری طرح زخمی ہو چکا تھا اِس لئے اچھی طرح پہچانا نہ جاتا تھا اور سرکاری ریکارڈ کے رو سے وہاں کوئی اور ڈاکٹر تھا ہی نہیں اِس لئے اُس کی داڑھی وغیرہ سے یہ اندازہ کر لیا گیا کہ میں مارا گیا ہوں۔ عربوں نے جہاں مجھے قید کیا ہوا تھا وہاں انگریزوں نے بم باری کی اور عرب گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے اور میں تین دن کے بعد وہاں سے واپس اپنے کیمپ میں آ گیا۔ اَب غور کریں کیا کوئی انسانی دماغ ایسی بات بنا سکتا ہے، یہ کتنی عظیم الشان علامات ہیں۔

یہ لوگ زندہ ہیں اور کوئی چاہے تو حلفاً اِن سے دریافت کر سکتا ہے۔ پھر اِن پیشگوئیوں کے عیسائی گواہ ہیں جن کے مذہب کو مٹانے کے لئے ہم کھڑے ہیں۔ پھر گورنمنٹ کے ریکارڈ

اِن کے پورا ہونے پر گواہ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کثرت سے مجھے قبل از وقت ایسی خبریں دیں جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں مگر میں اِس وقت تفاصیل میں نہیں جا سکتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اپنے منشاء کے مطابق جب چاہے رؤیا کے ذریعہ غیب پر مشتمل خبریں مجھے دیتا ہے۔ پھر اِس کے ساتھ جماعت کی امامت کے متعلق جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسے وقت میں منتخب کیا جب خزانہ میں چند آنے تھے اور ہزاروں روپیہ قرض تھا اور جو لوگ جماعت کے لیڈر تھے وہ چھوڑ کر جا چکے تھے اور خیال کیا جاتا تھا کہ اَب یہ جماعت برباد ہو جائے گی۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ جب سلسلہ کی باگ میرے ہاتھ میں آئی تو ہندوستان سے باہر کوئی ایک مشن بھی نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی اور مَیں نے خلافت کے پہلے سال ہی انگلستان میں مشن قائم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے خود لوگوں کے قلوب میں الہام کیا اور انہوں نے اپنی زندگیاں اشاعتِ اسلام کیلئے وقف کیں اور اِس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ مشنری دیئے جو تمام دنیا میں پھیل گئے حتّٰی کہ سخت خطرات کے دنوں میں پاسپورٹ کے بغیر روس میں گھس گئے۔ قیدیں کاٹیں، جیلوں میں مصائب برداشت کئے، ماریں کھائیں مگر تبلیغ کی۔ افغانستان میں گئے اور وہاں سنگسار ہوئے مگر احمدیت کے پیغام کو وہاں پہنچا دیا۔ اُن کو طرح طرح کی تکالیف بھی دی گئیں مگر وہ اپنے کام سے نہ رُکے۔ پھر وہ سپین میں گئے، اٹلی گئے، ہنگری گئے، یوگوسلاویہ، بلغاریہ، رومانیہ، جرمنی، پولینڈ، البانیہ، یونان، چیکوسلواکیہ، فرانس میں پہنچے۔ ایران، عرب، مصر، شام اور فلسطین میں گئے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ وہ افریقہ کے تمام ممالک میں پہنچے۔ گولڈ کوسٹ، یوگنڈا، ٹانگانیکا، نٹال میں گئے۔ غرض دنیا کا کوئی علاقہ اور کوئی ملک نہیں جہاں میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے وہ باتیں پوری نہ کیں۔ جنوبی امریکہ اور شمالی امریکہ میں احمدی مبلغ گئے اور اِس طرح دنیا کے گوشہ گوشہ میں میری طرف سے مشنری گئے اور اسلام کی تبلیغ کی اور آج دنیا میں میرے سِوا کوئی ایک بھی مسلمان ایسا نہیں کہ جس کے ذریعہ دنیا کے تمام براعظموں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے پیدا ہوئے ہوں۔ جس کے ذریعہ شمالی اور جنوبی امریکہ، فرانس، انگلستان اور دوسرے یورپین ممالک کے عیسائیوں میں ایسے لوگ پیدا ہوئے ہوں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اِسی طرح سماٹرا، جاوا، بورنیو،

سٹریٹ سیٹلمنٹ کے بُت پرست اور عیسائی اَب درود بھیجتے ہیں۔ مغربی افریقہ کے تین ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزار ہا لوگ عیسائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو چکے ہیں اور یہ سب کچھ میرے ذریعہ سے ہوا۔ پھر میرے ہی ذریعہ مشرقی افریقہ کی پُرانی اقوام ہزاروں کی تعداد میں عیسائیت یا بُت پرستی کو چھوڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے لگی ہیں اور اِس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے مقامِ محمود کا جو وعدہ فرمایا تھا اِس کا ایک حصہ مجھ محمود کے ذریعہ بھی اِس طرح پورا کرایا کہ میرے بھیجے ہوئے واعظوں کے ذریعہ ہزاروں لوگ مسلمان ہو کر آپؐ پر درود بھیج رہے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی درود بھیجتے ہیں اور وہ میرے بھی ممنون ہیں جو اُنہیں کھینچ کر جنت میں لے گیا اور اِس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر گوشہ میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جو میرے نام اور کام سے واقف ہیں اور جو میرے کہنے پر اسلام کی خاطر جان و مال کی قربانی کرنے کیلئے تیار ہیں اور یہ اُس فرزند کی ایک بہت بڑی علامت تھی جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس کی ساٹھ علامات بیان فرمائی ہیں اور اِن سب کے متعلق اِس وقت مَیں بیان نہیں کرسکتا بلکہ آج میں جو کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دسمبر ۱۹۴۳ء میں میری بیوی شدید بیمار تھیں اور میں انہیں علاج کیلئے لاہور لے گیا۔ وہاں ہوشیار پور ہی کے رہنے والے اور شیخ مہر علی صاحب ہوشیار پوری کی برادری سے تعلق رکھنے والے شیخ نیاز محمد صاحب کے مکان میں جس میں آجکل شیخ بشیر احمد صاحب رہتے ہیں مَیں ٹھہرا ہوا تھا کہ مَیں نے وہاں ایک رؤیا دیکھا۔ اِس میں شبہ نہیں کہ اُس موعود فرزند کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو علامات بیان فرمائی ہیں اُن میں سے کئی ایک کے پورا ہونے کی وجہ سے ہماری جماعت کے بہت سے لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ پیشگوئی میرے ہی متعلق ہے مگر میں ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے یہ حکم نہ دے کہ میں کوئی ایسا اعلان کروں مَیں نہیں کروں گا۔ آخر وہ دن آ گیا جب خدا تعالیٰ نے میری زبان سے اِس کا اعلان کرانا تھا۔ ایک رات میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں، نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز ہیں، بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں

ہیں ۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق مَیں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے اُن سے تعلق ہے، میں اِن کے پاس ہوں ۔ اتنے میں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اِس فوج سے کہ جس کے پاس مَیں ہوں برسرِ پیکار ہے یہ معلوم کرلیا کہ میں وہاں ہوں اور اُس نے اُس مقام پر حملہ کردیا ہے اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اُس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کردیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی اِس کا مجھے اُس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہرحال وہاں جو فوج تھی اُس کو جرمنوں سے دَبنا پڑا اور اُس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اُس عمارت میں داخل ہوگئے جس میں مَیں تھا۔ تب مَیں خواب میں کہتا ہوں دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں اور یہ مناسب نہیں کہ اَب اِس جگہ ٹھہرا جائے یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہئے ۔ اُس وقت میں رؤیا میں صرف یہی نہیں کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دَوڑتا ہوں ۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دَوڑتے ہیں اور جب میں نے دَوڑنا شروع کیا تو رؤیا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کے ساتھ دَوڑ رہا ہوں اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جارہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں طے کرتا جارہا ہوں ۔ اُس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دَوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور میرے پیچھے ہی جرمنی فوج کے سپاہی میری گرفتاری کے لئے دَوڑتے آرہے ہیں مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے رؤیا میں یوں معلوم ہوا کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامنِ کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے رؤیا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی، اُس میں اِس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ موعود اِس مقام سے دَوڑے گا تو اِس اِس طرح دَوڑے گا اور پھر فلاں جگہ جائے گا۔ چنانچہ رؤیا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اُس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اِس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کروں گا اور اُس رستہ

کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہوں گے اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اُس مقام پر مجھے کئی پگ ڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف ۔ مَیں اُن پگ ڈنڈیوں کے بالمقابل دَوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس کس راستہ پر جانا چاہیئے اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ مَیں نے کس راستہ سے جانا ہے اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے ایسا نہ ہو مَیں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کرلوں جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں ۔ اُس وقت میں اُس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اُس وقت مَیں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور وہ مجھے آواز دے کر کہتا ہے کہ اِس سڑک پر نہیں دوسری سڑک پر جائیں اور مَیں اُس کے کہنے پر اُس سڑک کی طرف جو بہت دُور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں ۔ وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے انتہائی دائیں طرف ہے اور جس سڑک کو مَیں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی پس چونکہ مَیں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بُلا رہا تھا وہ انتہائی دائیں طرف تھی اِس لئے مَیں لوٹ کر اُس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں اور اُس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پگ ڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اُس طرف نہیں اِس طرف، اُس طرف نہیں اِس طرف ۔ مگر مَیں اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتا ہوں اور درمیانی پگ ڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں ۔ جب مَیں تھوڑی دُور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے اور میں کہتا ہوں مَیں اُسی راستہ پر آ گیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اُس وقت رؤیا میں مَیں اِس کی کچھ توجیہہ بھی کرتا ہوں کہ مَیں درمیانی پگ ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اِس کا کیا مطلب ہے ۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کُھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے اِس میں بائیں رستہ سے مراد خالص دُنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں رستہ سے مرد اخالص دینی طریق، دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے

بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوں گی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہوں گی اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو! قرآن شریف نے اُمتِ محمدیہ کو اُمَّةً وَّسَطاً قرار دیا ہے اِس وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنی ہیں کہ یہ اُمت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی اور چھوٹی پگڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ راستہ گو درست راستہ ہے مگر اِس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔ غرض میں اُس راستہ پر چلنا شروع ہوا اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اِتنی دُور کہ نہ اُس کے قدموں کی آہٹ سُنائی دیتی ہے اور نہ اُس کے آنے کا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں دَوڑتا چلا جاتا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے۔ اُس وقت میں کہتا ہوں کہ اِس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی اُس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اِس راستہ کے بعد پانی آئے گا اور اُس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اُس وقت مَیں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں مگر ساتھ ہی کہتا ہوں وہ پانی کہاں ہے؟ جب مَیں نے یہ کہا وہ پانی کہاں ہے تو یکدم مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اِس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ مَیں نے اُس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بیے [۸] وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں۔ وہ اُوپر سے گول ہیں جیسے اژدہا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے بیے کے گھونسلے سے سفیدی زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا، وہ پانی پر تیر رہی ہیں اور اِن کے اُوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو اُن کو چلا رہے ہیں۔ خواب میں مَیں سمجھتا ہوں یہ بُت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں اُن کے بُت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اَب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جارہے ہیں۔ جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کے لئے نظر نہ آئی تو مَیں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بُت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سُنا کہ بتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اِس پر مَیں نے

دل میں کہا کہ اِس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے مَیں نے توحید کی دعوت اِن لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی بُرائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اُردو نہیں بلکہ عربی ہے چنانچہ میں عربی میں بول رہا ہوں اور بڑے زور سے تقریر کررہا ہوں۔ رؤیا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گو ان کی زبان کوئی اَور ہے مگر یہ میری باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح اُن کے سامنے عربی میں تقریر کررہا ہوں اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے اُن کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بُت اِس پانی میں غرق کئے جائیں گے اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی میں یہ تقریر کرہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اُس کشتی نما بُت والا جس پر مَیں سوار ہوں یا اُس کے ساتھ کے بُت والا بُت پرستی کو چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے اور موحّد ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا، مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے تو میں اُن کو حکم دیتا ہوں کہ ان بتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اِس پر جو لوگ موحّد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحّد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں اور مَیں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے یہ اِس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پُجاری پکڑ کر ان کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اِس کے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اِس لئے میں نے اُن کو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تبلیغ مَیں اُن کو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں اُنہیں تبلیغ کررہا ہوں تا کہ باقی لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یکدم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اَب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف

سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جا رہی ہیں۔ جیسے خطبہ الہامیہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اُس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا، غالباً کا لفظ میں نے اِس لئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو، ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے بااثر اور مفید وجود تھا، بہرحال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور مَیں نے اُس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اُس کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے مَیں اب آگے جاؤں گا اِس لئے اے عبدالشکور! تجھ کو میں اِس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ میں واپس آ کر تجھ سے حساب لوں گا اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کیلئے مقرر کیا ہے ان کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اِس کے بعد وہی الہامی حالت جاری رہتی ہے اور میں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اُسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اس کے بندہ اور اُس کے رسول ہیں اور کلمہ پڑھتا ہوں اور اس کے سکھانے کا اُسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بُلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت مَیں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور آپ فرماتے ہیں اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ۔ اس کے بعد میں اُن کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اُس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا وہ یہ ہے وَاَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ اور مَیں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اُس کا

مثیل اور اُس کا خلیفہ ہوں ۔ تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا اور اِس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں ۔

اُس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اِس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِیْلُہٗ مَیں اُس کا نظیر ہوں وَ خَلِیْفَتُہٗ اور اُس کا خلیفہ ہوں ۔ یہ الفاظ اِس سوال کو حل کر دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا اِس کے مطابق اور اُسے پورا کرنے کیلئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اُس کا مثیل ہونے اور اُس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں مَیں بھی مسیح موعود ہی ہوں کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لے گا وہ ایک رنگ میں اُس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا ۔ پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں میں وہ ہوں جس کے ظہور کیلئے انیس سَو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں اور جب میں کہتا ہوں ''میں وہ ہوں جس کے لئے انیس سَو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں'' تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جو سات یا نو ہیں جن کے لباس صاف ستھرے ہیں دَوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں ۔ مجھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتی اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کیلئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں اور کہتی ہیں ''ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم اُنیس سَو سال سے آپ کا انتظار کر رہی تھیں'' اس کے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ مَیں وہ ہوں جسے علومِ اسلام اور علومِ عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اُس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے ۔ رؤیا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی اُس میں یہ بھی خبر تھی کہ ''جب وہ موعود بھاگے گا تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اُس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جس کو وہ تبلیغ کرے گا اور وہ اُس کی تبلیغ سے متأثر ہو کر مسلمان ہو جائے گی تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا اُس قوم سے مطالبہ کرے گا کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دے گی اور کہے گی کہ ہم لڑ کر مَر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے'' ۔ چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے ۔ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم اِن کو ہمارے حوالے کر دو ۔ اُس وقت مَیں

خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اِس کے کہ ابھی ایک حصہ اُس کا ایمان نہیں لایا بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز ان کو تمہارے حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اِس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے۔ تب مَیں کہتا ہوں دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ اس کے بعد پھر اُن کو ہدایتیں دے کر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دے کر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہوگیا ہوں۔ اُس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اِسی لئے میں اُس شخص سے جسے میں نے اُس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے کہتا ہوں اب میں واپس آؤں گا تو اے عبدالشکور! میں دیکھوں گا کہ تیری قوم شرک چھوڑ چکی ہے، موحّد ہو چکی ہے اور اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہو چکی ہے۔

یہ وہ رؤیا ہے جو میں نے جنوری ۱۹۴۴ء (مطابق صلح ۱۳۲۳ ہش) میں دیکھی اور جو غالباً پانچ اور چھ کی درمیانی شب بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات میں ظاہر کی گئی۔ جب میری آنکھ کھلی تو میری نیند بالکل اُڑ گئی اور مجھے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی کیونکہ آنکھ کھلنے پر مجھے یوں محسوس ہوتا تھا گویا میں اُردو بالکل بھول چکا ہوں اور صرف عربی ہی جانتا ہوں چنانچہ کوئی گھنٹہ بھر تک میں اس رؤیا پر غور کرتا اور سوچتا رہا۔ مگر میں نے دیکھا کہ میں عربی میں ہی غور کرتا تھا اور اسی میں سوال و جواب میرے دل میں آتے تھے۔

یہ رؤیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھایا اور چونکہ اِس پیشگوئی میں بتایا گیا تھا کہ وہ موعود فرزند اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کا نشان ہوگا اِس لئے میرا فرض ہوا کہ میں دنیا کو یہ رؤیا سنا دوں۔ پس ۲۰ ؍فروری کو جس دن کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی لکھی تھی ہوشیار پور میں اِس کا اعلان کر دیا گیا۔ ۱۲ ؍مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں (جہاں مجھے رؤیا ہوئی تھی) جلسہ کر کے یہ رؤیا سنا دی گئی اور آج یہاں اعلان کرنے کیلئے مَیں آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کا سلسلہ شروع فرمایا تو صرف چالیس آدمیوں نے بیعت کی تھی مگر آج یہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں افراد پر مشتمل ہے۔ پچاس ہزار سے زائد تو صرف مغربی افریقہ میں ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو پہلے ننگے پھرتے تھے اور بالکل وحشی تھے مگر اب دین سیکھ رہے ہیں اور ان میں سے ہی بعض اب مبلّغ اور مدرِّس بھی ہیں۔ ایسے جنگلوں میں جہاں میلوں میل کوئی آبادی نہیں ملتی اور جہاں شدید قسم کا ملیریا ہوتا ہے، جہاں ایسی نسلیں بھی آباد ہیں جو آدمی کو کھا جاتی ہیں وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام تبلیغ کر رہے ہیں۔ پس مَیں آج اہل لدھیانہ کو یہ خبر دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر پا کر قدرت اور فضل اور رحمت کے جس نشان کی خبر دی تھی وہ ظاہر ہو چکا۔ جن لوگوں کے کان میں یہ آواز پہنچے وہ اُن لوگوں تک اِسے پہنچا دیں جو سُن نہیں رہے۔ اور مَیں لدھیانہ والوں کو یہ پیغام دے کر بری الذمہ ہوتا ہوں اور اُن کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ انکار کر کے نقصان نہ اُٹھائیں۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی غیر معمولی حالات میں پوری ہو چکی ہے۔ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عمر اور غلبہ عطا کیا۔ پھر جیسا کہ نعمت اللہ صاحب ولی کی پیشگوئی میں بھی چار پانچ سَو سال قبل بتایا گیا تھا کہ:

پسرش یادگار مے بینم

اور جیسا کہ پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں میں بھی بتایا گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد دی اور پھر ایسا بیٹا عطا کیا جو ان پیشگوئیوں کا مصداق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے نشانوں کے ساتھ کھڑا کیا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کس رنگ میں اور کس طریق سے اپنے کام کو پورا کرے گا لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ کام ہو کر رہے گا۔ میرے ذریعہ یا مجھ سے دین سیکھنے والے کسی اور کے ذریعہ۔ اور جہاں آج دنیا میں ہر طرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والے ہیں، وہاں گھر گھر سے درود کی آوازیں آئیں گی اور خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

(اس کے بعد حضور کے ارشاد کے ماتحت مختلف ممالک کے مبلّغین نے تقریریں کیں پھر آپ نے فرمایا)

اب آپ لوگوں نے وہ حالات سُن لئے ہیں جو تبلیغ اسلام کے متعلق میرے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ آپ کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا۔ نیز ایک پیشگوئی یہ فرمائی تھی کہ وہ موعود لڑکا دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اِس طرح یہ دونوں پیشگوئیاں پوری

ہوئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ بھی دنیا کے کناروں تک پہنچی اور میرا نام بھی جو اِس پیشگوئی کا مصداق ہوا دنیا کے کناروں تک پھیلا۔ پھر آج جو بارش ہوئی ہے یہ بھی ایک پیشگوئی کو پورا کرتی ہے جو اس موعود لڑکے کے بارہ میں ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہوشیار پور میں جو ہمارا جلسہ ہوا تو وہاں پیشگوئی کا یہ حصہ پورا ہوا کہ ''نور آتا ہے نور''۔ ۲۰؍فروری ۱۹۴۴ء کو وہاں ہمارا جلسہ ہوا۔ اس سے کئی روز قبل بارش ہو رہی تھی۔ ۱۹؍فروری کو عشاء کے وقت مجھے بذریعہ فون اطلاع دی گئی کہ بارش ہو رہی ہے مگر میں نے کہا کہ ہم اِنْشَاءَ اللّٰہُ پہنچ جائیں گے۔ ۲۰؍فروری کو اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ بارش بالکل بند رہی اور خوب دھوپ نکل آئی اور ہم جب وہاں سے آ گئے تو پھر بارش ہونے لگی۔ گویا پہلے بھی بارش اور بعد میں بھی بارش۔ مگر بیچ میں دھوپ اور اِس طرح اس پیشگوئی کا یہ حصہ پورا ہوا کہ ''نور آتا ہے نور''۔ آج کے جلسہ میں بھی اس موعود لڑکے کے متعلق پیشگوئی کا ایک دوسرا حصہ پورا ہوا ہے۔ الہامِ الٰہی میں اس کے متعلق کہا گیا تھا کہ اِنَّـآ اَرْسَلْنَاہُ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَ نَذِیْرًا کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِیْہِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّ بَرْقٌ [9] یعنی اس کی مثال اس بارش کی سی ہوگی جس میں ظلمت اور گرج اور چمک ہو۔ یہ الہام ظاہری رنگ میں آج پورا ہو گیا ہے۔ آج بارش میں ہی ہم نے نماز پڑھی اور بارش ہی میں مَیں نے تقریر کی۔ ہمارے مخالف خوش ہوتے ہوں گے کہ بارش شروع ہو گئی ہے اور یہ ان کے جلسہ کو روک دے گی لیکن میرا دل اِس بارش کو دیکھ کر خوشی سے لبریز ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور نشان پورا ہو رہا ہے۔ اور لدھیانہ کے لوگ اِس نشان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے جس کا اعلان یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں کیا گیا تھا۔

اب مَیں لدھیانہ کے لوگوں کو اور اُن لوگوں کو بھی جو باہر سے آئے ہوئے ہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آسمان کی آواز ہے جو اللہ تعالیٰ نے بلند کی ہے اسے بند کرنا آسان نہیں۔ یہ جماعت شروع میں صرف چالیس افراد پر مشتمل تھی مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ تمام دنیا نے ہماری مخالفت کی مگر سب مخالف ناکام ہوئے اور آئندہ بھی ناکام ہوں گے اور دنیا کی کوئی طاقت احمدیت کی ترقی کو روک نہیں سکے گی۔ پھر ان رؤیا کے علاوہ جو میں نے بیان کئے ہیں اور بھی کئی باتیں مجھے اللہ تعالیٰ نے بتائیں اور وہ پوری ہوئیں جو خدا

آسمانوں اور زمینوں کا خدا ہے، جو پہلوں کا خدا ہے، حال کا خدا ہے اور آئندہ کا خدا ہے جس کے ہاتھ میں میری اور سب کی جان ہے اور جس کے سامنے مَر کر ہم سب نے پیش ہونا ہے، میں اسی خدائے قہار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں اُسی نے مجھے بتائیں اور اُسی نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ میرے ماننے والوں کو منکرین پر قیامت تک غلبہ اور فوقیت دے گا۔ میں انسان ہوں مَر سکتا ہوں مگر خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر اُس کا یہ وعدہ نہیں ٹل سکتا۔ اِس سلسلہ کی تائید کیلئے خدا تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے اُتریں گے اور روز بروز یہ سلسلہ پھیلتا چلا جائے گا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پیغام اُن ممالک تک جو آپ پر ایمان نہیں رکھتے ضرور پہنچے گا اور جس طرح پہاڑوں سے دریا نکلتے ہیں اور پھر اُن سے نہریں نکلتی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی نہریں میرے ذریعہ ساری دنیا میں جاری ہوں گی۔ اسلام دنیا میں جیتے گا اور ضرور جیت کر رہے گا مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم ان لوگوں کے دشمن ہیں جو ابھی تک ایمان نہیں لائے۔ ہم اُن کے حقیقی خیر خواہ ہیں اور اُن کی خیر خواہی سے مجبور ہو کر ہی اُن کو سمجھاتے ہیں۔ جس طرح ایک ماں جب دیکھتی ہے کہ اُس کا بچہ کنویں میں گرنے لگا ہے تو وہ پوری کوشش کر کے اُس کو بچاتی ہے اِسی طرح ہم ان لوگوں کو ہلاکت سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب ہم اسلام کو سچا سمجھتے ہیں تو پھر ہم یہ بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ سچائی کو دنیا میں پھیلائیں۔ ہمارے مخالف اگر ایمان نہ لائیں تو بھی ان کو چاہئے کہ ہماری خیر خواہی کے قائل ہوں اور اِس بات کو مانیں کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں ان کی ہمدردی کیلئے کہتے ہیں اور کہتے چلے جائیں گے چاہے وہ ہم کو کتنے دُکھ کیوں نہ دیں، کتنی تکالیف کیوں نہ پہنچائیں۔ خواہ ہمیں وہ آروں سے چیر دیں، خواہ شیروں کے آگے ڈالیں، پتھروں سے سنگسار کریں، پہاڑوں سے گرا کر ہلاک کریں، سمندر میں پھینک دیں ہم خدا کا نام لے کر کھڑے ہوئے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے۔ جب تک ہماری جان میں جان ہے ہم یہ آواز بلند کرتے چلے جائیں گے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ تعلیم ضرور پھیل کر رہے گی اور زبردست سے زبردست قومیں بھی ہمارے راستہ میں اگر کھڑی ہوں گی تو وہ ناکام ہوں گی۔ بیشک ہمارے جسموں کو وہ مٹا سکتی ہیں مگر ہماری روحیں بلند ہوں گی اور یہ پیغام بند نہ ہوگا۔ پس

بہتری اِسی میں ہے کہ ہماری آواز کو سنو۔ اپنی عاقبت کی بہتری کیلئے سنو! اور اِس آواز کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند ہو رہی ہے غور سے سنو اور سمجھنے کی کوشش کرو۔

اے خدا! مَیں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو اِن لوگوں کے دلوں کو کھول دے اور ساری دنیا کے کانوں تک اِس آواز کے پہنچنے کے سامان پیدا کر دے۔ جس طرح ہم تیرے بندے ہیں اسی طرح وہ بھی ہیں جنہوں نے ابھی تیرے پیارے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانا تو اُن کو ہدایت دے اور سب کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر دے۔ دنیا سے فساد، بدامنی، بے دینی، ظلم، فسق و فجور ایک دوسرے کے مال کو کھانے اور آپس میں لڑنے کی روح کو دنیا سے مٹا دے اور امن و آشتی کی روح پیدا کر دے۔ اب میں دعا کرتا ہوں دوست بھی دعا کریں تا اللہ تعالیٰ دلوں کو کھول دے اور دنیا کی بدحالی کو خوشحالی میں تبدیل کر دے۔ (الفضل ۱۸ رفروری ۱۹۵۹ء)

---

۱ تذکرہ صفحہ ۱۰۴۔ ایڈیشن چہارم

۲ **السیرة الحلبیة** جلد ۳ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷ مطبوعہ مصر ۱۹۳۵ء

۳ **الاستیعاب فی معرفة الاصحاب** جلد ۳ صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ بیروت ۱۹۹۵ء

۴ **مسلم کتاب الجهاد باب مالقی النبی ﷺ من اذی المشرکین و المنافقین**

۵ الفضل ۱۲ رنومبر ۱۹۴۲ء

۶

۷ **سٹریٹ سیٹلمنٹس** (STRAITS SETTLEMENTS) ملایا میں برطانیہ کی سابق شاہی نو آبادی۔ ۱۸۲۶ء سے ۱۸۵۸ء تک برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی نے پینانگ، ملکا اور سنگاپور کو ایک انتظامی جزو کی حیثیت سے سنبھالے رکھا۔ بعد ازاں قلیل مدت کیلئے انڈیا آفس نے انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ۱۸۶۷ء میں یہ نو آبادی قائم کی اور ۱۹۴۶ء میں ختم کر دی گئی۔ اب سنگاپور ایک الگ کالونی ہے مگر باقی حصے ملایا کے اتحاد میں شامل ہو گئے۔
(اُردو جامع انسائیکلو پیڈیا جلد ۱ صفحہ ۷۴۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء)

۸ بیے: بَیّا: چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ۔ اِس کا گھر بنانا بڑا مشہور ہے۔

۹ تذکرہ صفحہ ۱۴۹۔ ایڈیشن چہارم